

انتخاب

نقدِ احادیث کیلئے درایت کے اصول

(گزشتہ ماہ کے 'نظرات' میں ہم نے علمائے حدیث سے دردمندانہ گزارش کی تھی کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی حفاظت کے لئے جس طرح ہمارے ائمہ متقدمین نے روایت کے اصول مدون کئے تھے اور ان پر موجود ذخیرہ احادیث کو جانچا اور پرکھا تھا، اسی طرح ہم ان ہی ائمہ کے بتائے ہوئے درایت کے اصول کے اشارات کو بالتفصیل مدون اور منضبط کریں اور ان کی بنیاد پر ذخیرہ احادیث کے حفظ و نقد کے کام کو جاری رکھیں۔

ہم نے اپنے مقصد کی وضاحت کے لئے علامہ شبلی نعمانی رح کی سیرۃ النبی کا ایک اقتباس گزشتہ ماہ پیش خدمت کیا تھا۔ ہم اب اسی موضوع پر علامہ عبداللہ العمادی مرحوم کی کتاب علم الحدیث کا ایک اقتباس درج ذیل کر رہے ہیں۔ [

(مدیر)

درایت کا یہ مطلب ہے کہ حدیث میں جو واقعہ مذکور ہو، اس کی نسبت پہلے یہ تفتیح کر لینا چاہئے کہ :

(۱) یہ بات انسانی فطرت کے مطابق بھی ہے یا نہیں ؟

(۲) جس زمانہ کا یہ واقعہ ہے اس زمانہ کی خصوصیتیں اس میں کہاں تک موجود ہیں ؟

(۳) قرینہ عقلی اس کی نسبت کیا کہہ رہا ہے ؟

(۴) جس شخص سے یہ واقعہ منسوب ہے وہ عادتاً اس قسم کی باتوں کا

خوگر بھی تھا یا نہیں ؟ اگر نہیں تھا تو پھر خاص واقعہ کے اسباب کیا ہیں ؟

اس بنا پر کئی قسم کی حدیثیں مشتبہ سمجھی جاتی ہیں۔ یعنی اس احتمال کی وجہ سے کہ روایت کے تغیرات نے غالباً واقعہ کی صورت بدل دی ہوگی۔ محدثین نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ حدیثیں کار آمد نہیں ہو سکتیں۔ یہ قسمیں حسب ذیل ہیں :

- ۱- وہ حدیث جو عقل کے مخالف ہو۔
- ۲- جو اصول سے موافق نہ ہو۔
- ۳- مشاہدہ کے خلاف ہو۔
- ۴- قرآن کے خلاف ہو۔
- ۵- حدیث متواتر کے خلاف ہو۔
- ۶- اجماع قطعی کے خلاف ہو اور قابل تاویل بھی نہ ہو۔
- ۷- جس میں ایک معمولی سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو۔
- ۸- ذرا ذرا سے کاسوں پر بڑے بڑے انعام کا وعدہ ہو۔
- ۹- حدیث کا سلسلہ روایت یا مضمون اصولاً قابل اعتراض ہو۔

علامہ ابن الجوزی جو فن روایت کے مجتہد اور درایت کے امام تھے ،

فرماتے ہیں :-

- | | |
|---|---|
| <p>جس حدیث کو دیکھو کہ</p> <p>(۱) عقل کے مخالف ہے۔</p> <p>(۲) یا اصول کے خلاف ہے۔</p> <p>تو سمجھ لو کہ موضوع ہے۔ پھر اس تکلیف کی ضرورت نہیں کہ اس کی جانچ ہو اور ان کے بیان کی تنقید کی جائے۔</p> <p>(۳) یا وہ حدیث جو مشاہدات کے مخالف ہو۔</p> | <p>کل حدیث رأیت یخالف العقول ویناقض الاصول فاعلم انہ موضوع فلا تتكلف اعتباره ای لا تمتیر روایتہ ولا تنظر فی جرحہم، او یکون مما یدفعہ الحسن و المشاہدۃ او مہاینا لنص الکتاب او المتواترۃ او الاجماع القطعی، حیث لا یقبل شی من ذلک التاویل او تتضمن الافراط بالوعد الشدید علی الامر الیسیر او بالوعد العظیم علی الفعل الیسیر، و هذا الاخیر کثیر</p> |
|---|---|

(۲) یا نص قرآن کے یا حدیث متواتر کے یا اجماع قہلی کے مخالف ہو اور کسی طرح تاویل پذیر نہ ہو۔

(۵) یا اس میں ادنیٰ سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو یا معمولی سے کام پر بڑے انعام کا وعدہ ہو۔ اس آخری قسم کی حدیثیں واعظوں اور صوفیاء کے کلام میں بکثرت موجود ہیں۔

(۶) یا اکیلا ایک شخص کسی حدیث کو ایسے راویوں سے روایت کر رہا ہو جنہوں نے اس کو پایا ہی نہ ہو۔

(۷) یا اس حدیث کی روایت تنہا ایک ہی شخص کر رہا ہو جس کے مضمون کا جاننا تمام مکلفین کے لئے لازم ہو اور اس میں کوئی معذوری نہ ہو۔ خطیب بغدادی نے ”کفایہ“ کے شروع میں اس اصول کو بیان کیا ہے۔

(۸) یا حدیث میں کسی ایسے بڑے کام کا تذکرہ ہو جس کے لئے بہت سے وسائل درکار ہوا کرتے ہیں مثلاً خانہ کعبہ کے حاجیوں کا شمار۔

(۹) یا روایت میں ایسی بات مذکور ہو، جس کے جھوٹ ہونے کی ایک ایسی بڑی جماعت نے تصریح کی ہو، جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا اور ایک دوسرے کی تقلید میں جھوٹ بولنے رہنا عادتاً مستنع ہو۔

(اس قسم کی تمام حدیثیں موضوع سمجھی جائیں گی)۔

موجود فی حدیث القصاص والصفیہ، او انفرادہ عن لم یدرک، بما لم یوجد عنہ غیرہ، و انفرادہ بشیء مع کونہ فیما یلزم المکلفین علمہ و قطع العذر فیہ، او بامر جسیم یتوفر الدواعی علی نقد کحضر العدد للمحاج عن البیت، او بما صرح بتکذیبہ فیہ جمع کثیر یمتنع فی العادة توأطوہم علی الکذب و تقلید بعضهم بعضاً۔ (۱)

(۱) فتح المغیث، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۱۱۳۔ حافظ ابن حجر کا بیان بھی باختلاف

الفاظ اسی کے قریب ہے۔ نزہة النظر ص ۵۸، ۵۷۔

علامہ خطیب بغدادی فرماتے ہیں:-

حدیث کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ حدیث اس قدر عقل کے مخالف ہو کہ اس میں تاویل بھی نہ ہو سکتی ہو اسی میں یہ بھی شامل ہے کہ محسوسات و مشاہدات اس حدیث کے مخالف ہوں - یا وہ قرآن کے قطعی مفہوم کی یا حدیث متواتر کی یا اجماع قطعی کے مخالف ہو -

ان مخالف عقل حدیثوں کی مثال ابن الجوزی نے عبدالرحمن بن زید بن سالم سے روایت کی ہے - عبدالرحمن مذکور اپنے باپ دادا سے مرفوع طریقہ پر روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوح کی کشتی نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی -

ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ کہنے والے نے کیا اچھی بات کہی ہے کہ جب دیکھو کہ حدیث عقل کے مخالف، نقل کے خلاف اور اصول کے مخالف ہے تو سمجھ لو کہ موضوع حدیث ہے -

(تدریب الراوی ص ۹۹-۱۰۰)

جس بات کے متعلق حدیث میں کوئی قطعی دلیل قائم ہو، عقل کی قطعی دلیل اس کے مخالف ہو ہی نہیں سکتی -

ان من جملة دلائل الوضع ان يكون مخالفاً للعقل بحيث لا يقبل التأويل ويلحق به ما يدفعه الحس والمشاهدة او يكون منافياً لدلالة الكتاب القطعي او السنة المتواتره او الاجماع القطعي ومن المخالف للعقل ما رواه ابن الجوزي من طريق عبدالرحمن بن زيد بن سالم عن ابيه عن جده مرفوعاً ان سفينة نوح طافت بالبيت سبعا و وصلت عند المقام ركعتين -

وقال ابن الجوزي: ما احسن قول القائل اذا رأيت الحديث يباين المعقول او يخالف المعقول او يناقض الاصول فاعلم انه موضوع -

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:-

كلما قام عليه دليل قطعي سمعي يمتنع ان يعارضه قطعي عقلي -

(كتاب العقل والنقل: ابن تیمیہ حرافی)
(قلمی)

ان تمام تصریحات کے بعد حدیث کی صحت کا معیار خود بخود واضح ہو گیا۔ خواہ کسی کتاب کی حدیث ہو اور کیسے ہی اس کے راوی ہوں، پہلے اس معیار پر رکھ کر تنقیح کر لو، راویوں کی جرح و تعدیل کا فیصلہ بعد میں ہوتا رہے گا۔ حیف ہے کہ اس واضح معیار کے ہوتے ہوئے وضع حدیث کا اندیشہ دامن گیر رہے اور کائناتوں کے خوف سے پھولوں سے بھی قطع نظر کر لینا پڑے -

انتخاب از: علم الحدیث

تالیف: عبداللہ العمادی

ص ۱۷ تا ۲۱ (حیدرآباد، دکن، ت - ن)